پروفیسر محمد صدیق

مولوی حاکم علی

مولوی حاکم علی گورداس پور کے ایک سکھ[۱] گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام حاکم سنگھ رکھا گیا۔ اسلام کی حقانیت نے اس ذہین نوجوان کو اپنی طرف متوجہ کیا، تمام آبائی ورثے اور رشتے داریوں کو بالائے طاق رکھ کر مسلمان ہو گئے اور اپنا نام حاکم علی رکھ لیا۔ انجمن حمایت اسلام کی قلمی روئدادوں اور یونیورسٹی کیلنڈروں میں بعض جگہ ان کا نام منشی حاکم علی اور کئی جگہ مولوی حاکم علی درج ہے، مگر یہ مولوی حاکم علی کے نام سے معروف ہوئے۔ وہ خود اپنے نام کے ساتھ لفظ "مولوی" لکھا کرتے تھے۔

انھوں نے ابتدائی تعلیم گورداس پور میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان گورداس پور میونسپل بورڈ سکول کی طرف سے ۱۸۸۷ء میں رول نمبر ۸۴[۲] کے تحت حاکم علی کے نام سے ۱۸ سال کی عمر میں پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ یعنی میٹرک کا امتحان پاس کرنے سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ ۱۸۸۷ء میں ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ اس لحاظ سے تاریخ پیدائش ۱۸۶۹ء بنتی ہے۔ ان کے ابتدائی حالاتِ زندگی پردۂ خفا میں ہیں۔ بہت چھان بین کے باوجود والد کا نام اور خاندانی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

۱۸۸۷ء میں میٹرک کرنے کے بعد لاہور آ گئے اور مشن کالج لاہور (ایف سی کالج) میں ایف اے سالِ اوّل میں داخلہ لے لیا۔ بی۔ اے (۱۸۹۱ء) تک یعنی چار سال تک اسی کالج میں زیر تعلیم رہے۔

ان کے تعلیمی ریکارڈ سے ان کی ذہانت اور فطانت کا ثبوت ملتا ہے۔ تمام امتحانات امتیازی حیثیت سے سرکاری وظائف لے کر پاس کیے۔ تعلیمی ریکارڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام امتحان	رول نمبر	سال	عمر	ادارہ	یونیورسٹی	ڈویژن/نمبر/پوزیشن	مضامین
انٹرنس (میٹرک)	۸۴	۱۸۸۷	۱۸	میونسپل بورڈ سکول گورداس پور	پنجاب یونیورسٹی	یونیورسٹی بھر میں دوم رہے	انگریزی، ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، فارسی اور [illegible]

۱۔ تاریخ جلیلہ۔ غلام دستگیر نامی، پہلا ایڈیشن ۱۹۳۷ء، ص ۱۱۶۹ ۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی (راقم کے نام اپنے مکتوب ۵ فروری ۱۹۸۸ء) میں بھی اس بات کا ذکر کرتے ہیں)۔

۲۔ پنجاب گزٹ مطبوعہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۷ء، حصہ سوم، ص ۱۰۳۴

ایف۔اے	۱۱۷	۱۸۸۹	۲۰	مشن کالج لاہور	پنجاب یونیورسٹی	۲۲۷ نمبر۔ یونیورسٹی بھر میں اول	انگریزی، عربی، فارسی، ریاضی، فزکس اور کیمسٹری ۵۲
بی۔اے	۴۴	۱۸۹۱	۲۲	〃	〃	۲۷۳ نمبر۔ سیکنڈ ڈویژن یونیورسٹی میں دسویں پوزیشن	انگریزی، عربی، ریاضی، فزکس اور کیمسٹری ۵۳

مولوی حاکم نے ایف۔اے اور بی۔اے کے امتحانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔ مشن کالج لاہور کے اساتذہ ان کی قابلیت کی بنا پر ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اس لیے انھوں نے اپنی تدریسی خدمات کا آغاز ۱۸۹۱ء میں مشن کالج سے اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ ریاضی کی حیثیت سے کیا۔ اس زمانے میں اس کالج میں شعبہ ریاضی کے سربراہ پروفیسر جے۔ جی۔ گل برٹ سن تھے۔ پروفیسر جے۔ سی۔ آر یوئنگ پرنسپل تھے۔ مولوی محمد حسین شعبۂ فارسی اور مولوی محمد باقر شعبۂ عربی کے صدر تھے۔ مولوی حاکم علی ۹۷-۱۸۹۶ کے سیشن تک تقریباً سات سال مشن کالج ہی سے وابستہ رہے۔۵۴

۹۸-۱۸۹۷ کے سیشن میں مولوی حاکم علی اسلامیہ کالج لاہور کے تدریسی عملے میں صدر شعبہ ریاضی اور علم طبعی کی حیثیت سے شامل ہو گئے۔۵۵ دو سال تک وائس پرنسپل اور صدر شعبہ ریاضی و علمِ طبعی رہے۔ یہ زمانہ انھوں نے پروفیسر نبی بخش بی۔اے کی پرنسپل شپ میں گزارا جو اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ کے ہیڈ ماسٹر بھی تھے اور کالج کے پرنسپل بھی۔ ۹۹-۱۸۹۸ کے سیشن میں ان کو کالج کا پرنسپل مقرر کر دیا گیا۔۵۶ ان کے زمانے میں کالج نے بڑی ترقی کی۔ وہ ۶ مارچ ۱۹۰۴ تک تقریباً سات سال پرنسپل کے عہدے پر متمکن رہے۔ اس اثنا میں انھوں نے نہایت جاں فشانی، لگن اور جذبے سے کالج کی فلاح و بہبود اور نشو و نما کے لیے کام کیا۔ ۶ مارچ ۱۹۰۴ کو بعض داخلی اور ذاتی معاملات کی بنا پر مندرجہ ذیل استعفے کے ذریعے سیکرٹری کالج کمیٹی کو پرنسپل شپ سے علیحدہ ہو کر اور بطور پروفیسر کام کرنے کی اطلاع دی۔

---

۵۲ پنجاب گزٹ مطبوعہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۹ء حصہ سوئم، ص ۵۴۹

۵۳ ایضاً ۳۰ اپریل ۱۸۹۱ء حصہ سوئم، ص ۵۲۶

۵۴ پنجاب یونیورسٹی کیلنڈر ۹۷-۱۸۹۶، ص ۳۷۶

۵۵ ایضاً ۹۸-۱۸۹۷، ص ۳۸۰

۵۶ ایضاً ۱۹۰۰-۱۸۹۹، ص ۴۲۰

"میں کل سے پرنسپلی کا کام نہیں کیا کروں گا صرف پروفیسری کا کام کیا کروں گا۔ یہ تحریر میرا پرنسپل کے کام سے استعفا اور محض پروفیسری کی درخواست خیال فرمائی جائے۔ کل کالج ۱۱ بجے کھلے گا لہذا گزارش ہے کہ ۱۱ بجے دن کے آپ کالج میں تشریف ارزانی فرما کر پرنسپلی کے کام (کا) انتظام فرما دیں، بصورت ایسا نہ ہونے کے میں پرنسپلی کے کام کا ذمہ دار نہیں ہوں گا اور اس کام میں جو ہرج ہوگا میں اس سے بری الذمہ ہوں گا۔"

حاکم علی پرنسپل و پروفیسر ریاضی و علم طبعی

اسلامیہ کالج لاہور

۶ر مارچ ۱۹۰۴ء[۵۸]

۷ مارچ ۱۹۰۴ء سے مولوی صاحب کا استعفا منظور کر لیا گیا اور ان کی جگہ شیخ عبدالعزیز کو قائم مقام پرنسپل مقرر کر دیا گیا۔ مولوی صاحب کی تنخواہ ایک سو دس روپے ماہوار مقرر ہوئی۔ وہ بحیثیت پرنسپل کالج انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل اور کالج کونسل کے ممبر تھے، یہ ممبر شپ ختم ہو گئی اور ان کی بجائے منشی عبدالغنی کو ممبر مقرر کیا گیا۔ شیخ عبدالعزیز ۷ مارچ ۱۹۰۴ سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۵ تک پرنسپل رہے اور جب انھوں نے کالج سے الگ ہونا چاہا تو ایک مرتبہ پھر مولوی حاکم علی کو کالج کا پرنسپل مقرر کرنے کی سعی کی گئی مگر وہ رضامند نہ ہوئے تو ڈاکٹر ایم۔ اے غنی کو پرنسپل کا عہدہ پیش کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب اس وقت افغانستان کے دربار سے وابستہ تھے۔ دربار افغانستان سے نوکری چھوڑ کر کالج سے منسلک ہوئے۔ امیر حبیب اللہ شاہ افغانستان ڈاکٹر محمد عبدالغنی کی ذاتی کوششوں سے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے ۳ مارچ ۱۹۰۷ کو کالج میں آئے تھے۔[۵۹]

۷ مارچ ۱۹۰۴ء سے ۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء تک مولوی حاکم علی کالج کے شعبۂ ریاضی و سائنس سے وابستہ رہے۔ اس کے بعد کالج سے الگ ہو گئے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کی جنرل کونسل منعقدہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی چند سطریں اس امر کی وضاحت کے لیے پیش خدمت ہیں۔

" مولوی حاکم علی صاحب کا کالج سے قطع تعلق کرنا یقینی ہے۔ اس لیے اس اسامی پر منشی رمضان علی صاحب

---

۵۸ قلمی رجسٹر روداد ہای جنرل کونسل انجمن حمایت اسلام مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۰۴ اشق نمبر ۱۲ (۱۹۰۳-۶-۲۸ ——— ۱۹۰۶-۶-۲۳)

۵۹ انجمن کا ماہنامہ رسالہ مارچ ۱۹۰۷ جلد ۲۴ - نمبر ۳ مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۰۷ء

ایم۔ اے اور منشی خورشید محمد صاحب ایم۔ اے امیدواران میں سے منشی خورشید محمد کو مقرر کیا جاتے[10]
اسلامیہ کالج کی تقریباً دس سالہ (۱۸۹۷ء سے ۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء تک کی ملازمت کو بوجوہ خیرباد کہنے کے بعد مولوی صاحب گورنمنٹ ہائی سکول جہلم میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ جنوری ۱۹۰۵ء سے ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء تک تقریباً دو سال وہاں تعلیمی اور انتظامی خدمات انجام دیتے رہے[11] انجمن حمایتِ اسلام مولوی حاکم علی کی صلاحیتوں سے واقف تھی، چنانچہ نومبر ۱۹۰۷ء میں ایک بار پھر انجمن نے کوشش کی کہ مولوی صاحب دوبارہ کالج میں شعبۂ ریاضی و سائنس کی سربراہی سنبھال لیں۔ انجمن کے پُرزور اصرار پر یکم دسمبر ۱۹۰۷ء کو وہ سرکاری ملازمت چھوڑ کر ۱۸۵ روپیہ ماہانہ تنخواہ پر دوبارہ اسلامیہ کالج میں آ گئے اور یہ اقرار نامہ تحریر کیا گیا کہ مولوی صاحب دس سال سے قبل کالج کو نہیں چھوڑیں گے[12] اس کے بعد ۱۹۲۰ء تک مولوی صاحب کالج سے وابستہ رہ کر باقاعدگی سے تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ حتّٰی کہ تحریکِ ترکِ موالات کی شدید مخالفت کے باعث ان کو بارہ سال ایک ماہ دس دن کی ملازمت کے بعد ۱۰ دسمبر ۱۹۲۰ء کو معطل کر کے ان کی جواب طلبی کی گئی مگر انھوں نے خود ہی ہمیشہ کے لیے کالج سے قطع تعلق کر لیا[13]

ایف سی کالج لاہور (مشن کالج) اور اسلامیہ کالج کے دفاتر اور کتاب خانوں کی بہت چھان پھٹک کے باوجود ان کی سروس بک یا دیگر کاغذات نہیں مل سکے، جن سے ان کے ذاتی اور ملازمتی حالات پر روشنی پڑ سکتی تھی۔
اسلامیہ کالج کی تعمیر، ترقی اور فروغ میں جن شخصیات نے بھرپور حصہ لیا ان میں مولوی حاکم علی کا نام بھی سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔ وہ ایک دردمند اور حساس مسلمان تھے۔ قوم کا درد ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ برصغیر کے مسلمانوں کی زبوں حالی اور پس ماندگی پر کڑھتے تھے۔ وہ مسلمانوں کی

---

۱۰ قلمی رجسٹر روداد ہائے جنرل کونسل انجمن حمایتِ اسلام لاہور ۲۸ جون ۱۹۰۳ء سے ۲۴ جون ۱۹۰۶ء (۱۸ جنوری اور ۱۱ فروری ۱۹۰۵ء کو منعقدہ کالج کونسل کی تجاویز پر فیصلہ شق نمبر ۴۵)

۱۱ پنجاب یونیورسٹی کیلنڈر ۱۹۰۷ـ۰۸، ص ۳۹۳

۱۲ روداد میٹنگ کمیٹی انجمن حمایت اسلام لاہور منعقدہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء، ص ۳ (ان کا تقرر ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء کو انجمن کے اجلاس منعقدہ بصدارت مفتی محمد عبداللہ ٹونکی عمل میں آیا)۔

۱۳ روزنامہ "پیسہ اخبار" مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۲۰ء، ص ۲، کالم ۲

اقتصادی پس ماندگی اور اخلاقی تنزل کا مداوا تعلیم اور صرف تعلیم کو خیال کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ تعلیم ہی اسلامیانِ پاک و ہند کو ترقی یافتہ اقوام کی صف میں کھڑا کر سکتی ہے۔ اسی لیے وہ ساری زندگی اسلامیہ کالج سے وابستہ رہ کر برصغیر کے مسلمان نوجوانوں کی تعلیمی ترقی اور تہذیبِ ذہن کے لیے کوشاں رہے۔ حکیم احمد شجاع پاشا لکھتے ہیں کہ وہ انجمن حمایتِ اسلام کے بانیوں میں سے ایک تھے۔[۱۲] وہ انجمن میں با اثر شخصیت کے مالک تھے۔ انجمن کی جنرل کونسل اور کالج کونسل کے ممبر تھے۔

وہ تن، من، دھن سے کالج کے فروغ و نشوونما کے لیے خواہاں اور کوشاں تھے۔ تعمیرِ کالج میں انھوں نے بھرپور حصہ لیا۔ کالج کی عمارات کی تعمیر کے لیے طلبا اور اساتذہ ٹولیوں کی شکل میں برصغیر کے طول و عرض میں پھیل کر چندہ جمع کیا کرتے تھے۔ مولوی صاحب اس عظیم منصوبے کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ ستمبر ۱۹۰۰ء میں مولوی صاحب اور شیخ عبد القادر بی۔ اے چندے کی مہم پر شملے گئے اور وہاں سے کافی چندہ جمع کر کے لائے۔[۱۳]

مولوی حاکم علی، پروفیسر ایم۔ اے غنی اور خواجہ دل محمد کی راہ نمائی میں کالج کے طلبا مختلف گروپوں میں منقسم ہو کر کالج کے لیے ملک کے مخیر حضرات سے چندہ جمع کرنے شہر شہر، گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ جایا کرتے تھے۔[۱۴] اس ابتدائی دور میں انجمن کے سکول اور کالج کا تمام تدریسی اور غیر تدریسی عملہ بھی حسبِ توفیق ماہانہ چندہ دیا کرتا تھا۔ مولوی حاکم علی ہمیشہ بارہ آنے چار پائی ماہوار چندہ دیا کرتے تھے جو دیگر تمام ملازمین کے انفرادی ماہوار چندے سے زیادہ ہوتا تھا کیوں کہ اکثر حضرات چار آنے، دو آنے اور ایک آنہ بطور چندہ دیا کرتے تھے۔[۱۵]

۱۸۹۲ء میں اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ کی عمارت کے صرف دو کمروں میں اسلامیہ کالج قائم کیا گیا تھا۔ مئی ۱۹۰۰ء میں کالج میں ڈگری جماعتوں کا اجرا ہونے سے کمروں کی شدید کمی محسوس کی گئی۔ مولوی صاحب اس زمانے میں کالج کے پرنسپل تھے۔ انھوں نے بے حد کوشش کی کہ کالج کے لیے سکول کی عمارت میں الگ

---

۱۲ لاہور کا چیلسی — نقوش جنوری ۱۹۶۲ء - ص ۱۶

۱۳ رجسٹر رودادہائے اجلاس انجمن حمایت اسلام (منیجنگ کمیٹی) ۲۴ — ۱۹۰۰ — ۱۹۰۲ — ۱۷ قرارداد نمبر ۹۵

۱۴ [illegible] اپریل ۱۹۱۸ء، ص ۱

۱۵ انجمن کا [illegible] رسالہ جنوری ۱۹۰۲ء، ص ۱۲

کمرے تعمیر کیے جائیں۔ چنانچہ ان کی کوششیں بارآور ہوئیں اور ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء کو طے پایا کہ سکول کے شمالی ہال اور سائنس روم کی چھت پر کالج کے لیے پانچ کمرے تعمیر کیے جائیں [۶۸] ان کمروں کی تعمیر کے بعد کالج کے پاس کافی جگہ ہو جائے گی۔

۱۹۰۴ء میں لاہور میں شدید زلزلہ آیا۔ اس سے بہت سی عمارات متاثر ہوئیں۔ کالج کی عمارات میں دراڑیں پڑ گئیں تو کالج کو فوری طور پر ایک نئی عمارت میں منتقل کیا گیا۔ مولوی صاحب نے کالج کی اس نقل مکانی کا کام نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا [۶۹] اور ایک ہی دن میں یہ کام مکمل کرا دیا، اگلے دن طلبا اپنی اپنی جماعتوں میں آکر تعلیم حاصل کرنے لگے۔

مولوی حاکم علی ایک ہمدرد ماہر تعلیم تھے، اس لیے ان کو طلبا کے مسائل سے گہری دلچسپی تھی۔ ان کے مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے وہ ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ کالج کی تدریسی اور عملی مصروفیات کے باوجود وہ ایک زمانے تک کالج ہوسٹل کمیٹی کے سیکرٹری اور اس کے بعد اعزازی سپرنٹنڈنٹ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس زمانے میں ہوسٹل کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ مولوی چراغ دین کو باقاعدہ تنخواہ دی جاتی تھی [۷۰]

مولوی صاحب ایک ماہر سائنس دان تھے اس لیے کالج کی تجربہ گاہوں کو جدید ساز و سامان سے لیس رکھنے کے لیے ہمیشہ سرگرم عمل رہتے تھے [۷۱] انھوں نے کالج تجربہ گاہ میں سائنس کی کتابوں کی ایک علیحدہ لائبریری قائم کر رکھی تھی۔ اس کتاب خانے کا کالج کی عام لائبریری سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جب وہ کالج سے علیحدہ ہوئے تو یہ شعبہ جاتی لائبریری کالج کی عام لائبریری میں مدغم کر دی گئی۔

ہر صاحب علم انسان کی طرح مولوی صاحب کو بھی کتابوں سے عشق تھا۔ وہ کالج کی لائبریری کو ذخیرۂ کتب کے لحاظ سے مالا مال کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لیے وہ مقامی اور غیر مقامی کتب فروشوں سے نئی نئی کتابیں منگوا تے۔ حتیٰ کہ کلکتہ کے دور دراز شہر سے کتب خانۂ کالج کے لیے ٹائمز انڈین آفس کلکتہ سے "انسائیکلوپیڈیا

---

۶۸ رجسٹر روداد ہائے اجلاس مینجنگ کمیٹی انجمن حمایت اسلام ۲۴/۷/۱۹۰۰ — ۱۷/۵/۱۹۰۳ شق ۸۴

۶۹ اسلامیہ کالج منتعیلی اپریل ۱۹۰۵ء، ص ۹

۷۰ انجمن کا ماہواری رسالہ، جنوری ۱۹۰۱ء، ص ۱۲

۷۱ سعداد مینجنگ کمیٹی انجمن حمایت اسلام منعقدہ ۵ جولائی ۱۹۰۸ء، ص ۱۲۰

برٹانیکا" ۳۵ جلد کا مکمل سیٹ آرڈر پر منگوا کر کتب خانے میں گراں قدر اضافہ کیا۔[۵۲۲] ۱۹۰۸ء میں پروفیسر للہ جیا رام شعبۂ فلسفہ لاہور گورنمنٹ کالج نے جب اپنا ذاتی کتب خانہ فروخت کرنا چاہا تو ان سے مبلغ ایک سو روپے کی ساٹھ کار آمد کتابیں خرید کر کتب خانے میں شامل کیں۔[۵۲۳] ۱۹۰۵ میں تاریخ اور معاشیات کی دو سو کتابیں کلکتے سے منگوائیں۔

مولوی صاحب نے اپنے تمام تعلیمی مراحل میونسپل بورڈ سکول گورداس پور اور ایف سی کالج لاہور میں طے کیے تھے مگر انھوں نے اپنی ذاتی لائبریری کی کتابیں مذکورہ بالا اداروں کو تحفۃً دینے کی بجائے اسلامیہ کالج کی لائبریری کو پیش کیں۔ ان کی تعداد کا تعین تو بہت مشکل ہے البتہ کالج لائبریری کی چھان پھٹک سے مندرجہ ذیل دو کتابیں دست یاب ہوئی ہیں، جن کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ مزید کتابوں کے ملنے کی امید ہے۔

۱۔ یہ کتاب میکمیلن نے ۱۸۸۳ء میں بعنوان Newton's Principia از Percival Frost شائع کی۔ ریاضی کی یہ کتاب ۲۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے استر پر مولوی صاحب نے مندرجہ ذیل پانچ سطری عبارت سیاہ روشنائی سے خوش خط ہینڈ رائٹنگ میں درج کر کے کتب خانہ اسلامیہ کالج کو پیش کی۔ کتاب کا نمبر شمار ۳۷ ہے یعنی مولوی صاحب اپنی ذاتی کتابوں پر نمبر شمار لگایا کرتے تھے۔

Presented to The
Lahore Islamia College Liberary
Maulvi Hakim Ali
Prof : Islamia College Lahore.
20 . 5 19 (15)

۲۔ Mechanics and some of its mysteries از V. E. Johnson فزکس کی یہ ۱۴۰ صفحات پر مشتمل کتاب لندن سے ۱۹۱۲ میں طبع ہوئی۔ مولوی حاکم علی اس زمانے میں پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کے ممبر تھے۔ پبلشرز نے پنجاب کے کالجوں، سکولوں اور انعامات کے لیے منظوری کی خاطر یہ کتاب کمیٹی

---

[۵۲۲] مجلہ اسلامیہ کالج منتخیلی لاہور اپریل ۱۹۰۵ء ص ۱۰
[۵۲۳] روداد میٹنگ کمیٹی انجمن حمایت اسلام منعقدہ ۵ اور ۷ اپریل ۱۹۰۸ شق نمبر ۱۳

لو لیتی ہے۔ مولوی صاحب نے ۳ نومبر ۱۹۱۳ء کو سفارش کی کہ کتاب کتب خانہ جات اور انعامات کے لیے منظور کی جاتی ہے۔ ایسی کتابیں بعد میں واپس نہیں کی جاتی تھیں اور ممبر کی ذاتی لائبریری کا حصہ بن جاتی تھیں۔ چنانچہ مولوی صاحب کی ذاتی لائبریری کا نمبر شمار ۱۶۷ اس پر ثبت ہے۔ یہ کتاب بھی انھوں نے ۲۰ مئی ۱۹۱۵ء کو اسلامیہ کالج کی لائبریری کو تحفتاً دے دی۔ اس کتاب کی جلد پر ایک مطبوعہ سلپ چسپاں ہے جس کی عبارت ہے "اسلامیہ کالج کی لائبریری کو تحفہ از طرف پروفیسر مولوی حاکم علی، بی۔ اے ۱۹۱۵ء" اس مطبوعہ سلپ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحفے میں دی جانے والی کتابوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔ چند کتابوں پر تو ہاتھ سے لکھ کر بھی کام چل سکتا تھا ـــــ ابھی تک مذکورہ بالا دو کتابیں دست یاب ہو سکی ہیں۔

۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء کو شام ساڑھے چھ بجے شیخ عبدالحق کی صدارت میں انجمن کا سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا تھا کہ میاں فضل حسین نے تجویز پیش کی کہ مولوی ڈپٹی نذیر احمد دہلوی (۱۸۳۱ - ۱۹۱۲) کی علمی خدمات کے پیش نظر ان کے نام پر کالج میں دو ہزار روپے کی لاگت سے ایک کمرہ تعمیر کیا جائے اور کمرے پر ان کے نام کی تختی نصب کروائی جائے۔ دو ہزار روپے کی رقم کی فراہمی کے لیے یہ تجویز کیا گیا کہ بیس مخیر اور دردمند حضرات سو سو روپے فی کس چندہ دیں۔ مولوی حاکم علی نے اس کار خیر کے لیے دو سو پچاس روپے کا عطیہ دیا۔ چشم زدن میں یہ مطلوبہ رقم جمع ہو گئی۔[۲۴]

اس دور میں انجمن مذہبی مسائل کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے علما مقرر کیا کرتی تھی جو مذہبی معاملات میں انجمن کی راہ نمائی کرتے تھے۔ ۱۹۰۷ میں مولوی حاکم علی اور شمس العلما مولوی عبدالحکیم ایم او ایل کو خلیفہ عمادالدین کی تجویز اور میاں فضل حسین کی تائید پر علمائے انجمن حمایت اسلام منتخب کیا گیا۔[۲۵]

یوں تو اسلامیہ کالج میں ہمیشہ ذی علم اساتذہ کی ایک جماعت موجود رہی ہے، جن میں سے ہر استاد اپنے مضمون کا ماہر ہوتا تھا۔ مولوی صاحب کا زمانہ اگرچہ کالج کا ابتدائی دور تھا مگر اس وقت بھی مولوی حاکم علی کے علاوہ چودھری نبی بخش، خواجہ ضیاءالدین، خواجہ کمال الدین، اصغر علی روحی، زین العابدین، محمد حسین، شیخ عبدالقادر، شیخ عبدالعزیز، حافظ عبدالعزیز، منشی فتح دین، مولوی حافظ احمد علی، محمد عبدالغنی، محمد اسحاق،

۲۴۔ رجسٹر روداد ہائے اجلاس مینیجنگ کمیٹی انجمن حمایت اسلام / رپورٹ سالانہ اجلاس ۲ بابتہ ہم ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء

۲۵۔ سالانہ رپورٹ انجمن حمایت اسلام جنرل کونسل ۱۴، ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۷، ص ۱۴

عبدالوحید، شیخ عبدالغنی، شیخ شاہ محمد، شیخ نصرت علی، ایم مظفر حسین، سید اکبر حسین، ایم نجم الدین، ہنری مارٹن، خواجہ دل محمد، محمد حسین، مولوی محمد عمر خان، ایم عبدالحمید، ایم محمد حیات اور علامہ اقبال جیسے فاضل اس کالج سے منسلک تھے۔

حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد مولوی حاکم علی نے قرآن مجید، حدیث، تفسیر اور فقہ کا مطالعہ کیا۔ تقوے اور پرہیزگاری کی بنا پر قابلِ احترام گردانے گئے۔ وہ راسخ العقیدہ سنی تھے۔ اسی وجہ سے مولانا اصغر علی روحی سے ان کے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ اقبال احمد فاروقی لکھتے ہیں: "مولانا روحی ان کی راسخ الاعتقادی کے پیشِ نظر ان کے ساتھ رہتے۔"[۵۲۶]

ایک دن مولوی حاکم علی کیمسٹری کی تجربہ گاہ میں کسی تجربے میں مصروف تھے۔ مولانا روحی پاس ہی تشریف فرما تھے کہ ایک نالی پھٹی اور کیمیائی مادہ اڑ کر روحی صاحب کی آنکھ میں پڑ گیا اور اس طرح ان کی ایک آنکھ کی بینائی شدید متاثر ہوئی اور پھر ساری عمر وہ اس آنکھ سے ٹھیک طرح نہ دیکھ سکے۔[۵۲۷]

۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء میں انھوں نے لاہور سے ایک رسالہ "قاطع المرتدین والفجار" کے نام سے جاری کیا۔ جو خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں لالہ دونی چند کے زیرِ اہتمام ۲۱×۲۵ سائز میں طبع ہوا کرتا تھا اور مفت تقسیم کیا جاتا تھا۔ وہ اکثر ۱۲-۱۲ پرچے طبع کروایا کرتے تھے۔ اس پرچے کے سلسلہ نمبر ۳ کے سرورق پر مندرجہ ذیل اشعار درج تھے۔

چرا خود را اسیرِ غم، ز فکرِ بیش و کم داری   کہ نگذارد ترا محتاج ایزد تا کہ دم داری
مشو بے دست و پا از مفلسی و بیکسی ہرگز   مگر نشنیدۂ بیدل خدا داری چہ غم داری
مگر نشنیدۂ حاکم خدا داری چہ غم داری
محمد مصطفیٰ داری تو صدیقؓ صفا داری   عمرؓ عثمانؓ ہم داری علیؓ المرتضیٰ داری
تو غوث اعظم و شاہ بلا گردان ما داری   مجدد الف ثانی و مجدد حاضرہ داری
مگر نشنیدۂ حاکم خدا داری چہ غم داری[۵۲۸]

---

[۵۲۶] تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت از اقبال احمد فاروقی، ص ۲۸۵

[۵۲۷] روایت از صوفی ضیاء الحق پسر مولانا اصغر علی روحی، روحی منزل بھاٹی گیٹ لاہور۔

[۵۲۸] تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت از اقبال احمد فاروقی، ص ۲۸۵-۲۸۶ (سرورق "قاطع المرتدین والفجار" سلسلہ نمبر ۳، ۱۳۳۹ھ)

وہ اپنے دستخط کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ کیا کرتے تھے۔
"خادم الاسلام فقیر حاکم علی غلام مصطفےٰ دلدادہ مرتضیٰ دوستدار چار یار کبار رض ایہ" ۲۹ھ

۱۹ دسمبر ۱۹۰۸ء کو سر لوئی ولیم ڈین لیفٹیننٹ گورنر پنجاب ریواز ہوسٹل اسلامیہ کالج کا افتتاح کرنے کے لیے آئے تو ان کے ہمراہ لیڈی ڈین بھی تھی۔ تمام ممبران استقبالیہ کمیٹی نے فرداً فرداً ڈین اور لیڈی ڈین سے مصافحہ کیا۔ جب مولوی صاحب سے مصافحے کے لیے لیڈی ڈین نے ہاتھ بڑھایا تو انھوں نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اس واقعے سے فضا خاصی مکدر ہوئی اور مسٹر ڈین کبیدہ خاطر ہوئے۔ مگر مولوی صاحب نے دلیل دی کہ میرا مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں کسی نامحرم عورت سے مصافحہ کروں۔ وہ مذہبی معاملات اور مذہبی مسائل کا بے حد پاس کرتے تھے۔ ۳۰ھ

میاں مقبول احمد اپنے والد میاں عبدالرشید کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ مولوی حاکم علی پردے کے سخت پابند تھے۔ جس زمانے میں ان کی اہلیہ مسماۃ سردار بیگم نے گھریلو ناچاقی کے سبب مولوی صاحب کے خلاف تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کر رکھا تھا اور طلاق چاہتی تھیں، وہ طلاق دینا نہیں چاہتے تھے، ایک حد تک ضدی تھے۔ مقدمہ ایک سکھ مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ ایک دن دونوں کے بیانات قلم بند ہونے تھے۔ دونوں میاں بیوی عدالت میں حاضر تھے۔ مولوی صاحب کے ساتھ ان کے چند احباب بھی تھے۔ ان میں ایک میاں عبدالرشید تھے۔ انھوں نے اپنے مدلل بیانات میں کہا کہ میں کسی حالت میں بھی طلاق نہیں دوں گا۔ جب ان کی بیوی سے کہا گیا کہ وہ اپنے بیانات قلم بند کرا دیں تو انھوں نے اپنے چہرے سے برقعے کا نقاب اُلٹ دیا۔ ان کا نقاب ہٹانا تھا کہ مولوی صاحب اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عدالت کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں ابھی طلاق دیتا ہوں۔ عدالت نے سوال کیا کہ ابھی ابھی تو آپ طلاق نہ دینے پر مصر تھے، اچانک کیسے رضامند ہو گئے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اس خاتون نے نامحرم لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ روز روشن کی طرح کھول دیا ہے۔ یہ میں کسی حالت میں بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ ان کی بیوی یقیناً اس امر سے آگاہ تھیں کہ وہ اسی طریقے سے ان سے طلاق حاصل کر سکتی ہیں۔ اللہ اللہ کیا لوگ تھے۔ (باقی آئندہ)

۲۹ھ تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت از اقبال احمد فاروقی، ص ۲۸۷ (سرورق "قامع المرتدین والفجار" سلسلہ نمبر ۴، ۱۳۲۹ھ)

۳۰ھ ازافادات حکیم محمد موسیٰ امرتسری ریلوے روڈ لاہور اور اخلاق احمد ایم۔ اے